جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

- ☆ منکرین ختم نبوت کیساتھ میل جول رکھنے کا حکم
- ☆ تصوف کی اصطلاح ''تصرف'' سے کیا مراد ہے؟
- ☆ استاذ کے نام ایک خط سے متعلق سوال کا جواب
- ☆ قرآن پاک بھلا دینے پر وعید
- ☆ مقدس ناموں پر مشتمل اخبار کوڑے کے ڈھیر میں پڑے نظر آئیں تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکرین ختم نبوت کیساتھ میل جول رکھنے کا حکم:

سوال: مرزائیوں، قادیانیوں، ختم نبوت کے منکروں سے سلام، طعام، کلام کے معاملہ میں مسلمانوں کو کیا رویہ اپنانا چاہیے؟ یعنی ایسے گمراہ اور گستاخ لوگوں کے ساتھ معاشی، معاشرتی میل جول رکھنے کے بارے میں قرآن وحدیث اور شریعت میں ہماری کیا رہنمائی کی گئی ہے؟ (ابوموسیٰ ۔ منڈی بہاؤالدین)

جواب: حدیث شریف میں بدعقیدہ گمراہ لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور میل جول رکھنے سے ممانعت آئی ہے، خاص طور پر ایسے بددین لوگ جو اپنے گمراہ کن کفریہ عقائد پر اسلام کا لیبل چسپاں کر کے خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور عام لوگوں کو اپنی اختیار کردہ گمراہی کی راہ پر ڈالنے کے لیے مکروفریب اور ملمع سازی سے کام لیتے ہیں، ایسے اسلام دشمن لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی دینی غیرت وحمیت کے خلاف ہے بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ راہ ورسم اور میل جول رکھنے میں عوام کے عقائد بگڑنے کا سخت خطرہ ہوتا ہے، اس لیے ایسے لوگوں کے ساتھ قیام طعام اور دوستی کا تعلق رکھنے کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں، چنانچہ قرآن پاک میں مومنوں کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں کو اپنا دوست اور یار ومددگار بنائیں بلکہ اس پر سخت وعید کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہے:

قولہ تعالیٰ: ﴿لا یتخذ المؤمنون الکافرین أولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلك فلیس من اللہ فی شیئ﴾ (سورۂ آلِ عمران آیت ۲۸)

ترجمہ: ’’مؤمن لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یار ومددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

اور دوسری جگہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إذا سمعتم آيت الله يكفر بها ويستهزأبها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره إنكم إذا مثلهم﴾ (سورة نساء آيت: ١٤٠)

ترجمہ: ”جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک مت بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں ورنہ تم بھی اُنہی جیسے ہو جاؤ گے۔“ (آسان ترجمہ: 1/306)

اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لا تجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم.“ (مشکوٰۃ: ١/٢٢)

(وفي رواية أخرىٰ): ”إن مرضوا فلا تعودوهم وإن فاتو فلا تشهدوهم.“ الخ

ترجمہ: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل قدر کے ساتھ مت بیٹھو اور ان سے سلام میں پہل نہ کرو۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ) اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں مت جاؤ۔“

تصوف کی اصطلاح ”تصرف“ سے کیا مراد ہے؟

سوال: عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال سجد النبی صلی الله علیه وسلم فیها یعنی النجم والمسلمون والمشرکون والجن والانس. او کما قال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما. (رواه الترمذی ص ١٢٧، باب ما جآء فی السجدة فی النجم)

اس پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ حاشیے میں لکھتے ہیں:

”قلت بتصرف النبی صلی الله علیه وسلم وفیه اثبات التصرف“

سوال یہ پوچھنا ہے کہ ”تصرف“ کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟ اور کیا یہ تصرف اولیاء کو بھی حاصل ہوتا ہے؟ اور اگر یہ کسی کو حاصل ہو جائے تو پھر اس سے کیا تبدیلی آتی ہے؟

تصوف کی کتب میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب دل کرتا، لوگ ان کے گرد مجمع کی شکل میں جمع ہو جاتے اور جب چاہتے لوگ جدا ہو جاتے، یہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس میں حضرت کے تصرف کا ذکر ہے۔ براہِ مہربانی اس کے بارے میں روشنی ڈالیں۔

(محمد عبدالرافع ۔ ملتان)

جواب: انسان میں ایک قوت ایسی ودیعت رکھی گئی ہے کہ اگر انسان کسی چیز کے ظاہر ہونے کا پختگی سے خیال جمائے تو وہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس قوت کو قوتِ خیالیہ یا تصرف کہتے ہیں۔ ایک انسان کو دوسرے کی نظر لگنا شرعاً ثابت ہے، اس کے علاوہ آج کل مسمریزم، حاضرات اور شعبدہ وغیرہ کئی چیزیں لوگوں میں معروف ہیں، یہ سب اسی قوت کی فروع ہیں۔ یہ قوت بعض لوگ مشق سے بھی حاصل کرتے ہیں اور بعض لوگوں میں یہ فطرۃ بھی ہوتی ہے، اگرچہ وہ نیک پارسا اور صاحب نسب ولی اللہ نہ بھی ہوں۔ اسی قوت سے کام لے کر کبھی شیخ اپنے دل کو سب خیالات سے خالی کر کے کسی مرید کی طرف خاص توجہ کرتا ہے تاکہ اس کے دل میں ذوق وشوق، محبتِ الٰہیہ، خوفِ الٰہی وغیرہ پیدا ہو جائے۔ اس کو تصوف کی اصطلاح میں تصرف کہتے ہیں۔ بزرگانِ دین اور صوفیاءِ کرام کا اس سے کام لینا اور مریدین کو اس سے فائدہ ہونا تاریخی حوالہ سے ثابت ہے اور شرعی طور پر جب کسی سالک کو دوسرے ذرائع سے راہِ راست پر لانے اور اس میں محبت وخشیت پیدا کرنے میں دشواری ہو رہی ہو اور اس کا مقصد محض دینی فائدہ ہو تو ضرورت کے موافق اس طرح کی توجہ ڈالنا جائز ہے۔

مگر یہ ذہن میں رہنا ضروری ہے کہ یہ انسان کا ایک اختیاری فعل ہے اور کوئی مافوق الفطرت چیز نہیں، اور اس کے نتیجے میں کسی پر اثر ہو جانا بھی کوئی ضروری نہیں، اس لیے اس کی وجہ سے کسی کو باکمال یا ولی سمجھنا یا اس کے حصول کی تگ ودو میں پڑنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ (ملخصًا از شریعت وتصوف صفحہ 261 تالیف لطیف حضرت شاہ مسیح اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

حاصل یہ کہ بعض لوگوں کو یہ ملکہ فطری طور پر حاصل ہوتا ہے، اگر چہ وہ پورے دیندار نہ ہوں، لہٰذا یہ کوئی ولایت کی دلیل نہیں، ہاں جن اللہ والوں کو یہ چیز حاصل ہوتی ہے وہ اسے دینی افادے ہی کے لیے استعمال کرتے ہیں، بعض بے دین لوگ اس سے دنیوی منافع ومناصب حاصل کرنے کی غرض سے جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر اسے استعمال کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے ہوشیار اور دور رہنا لازم ہے۔

استاذ کے نام ایک خط سے متعلق سوال کا جواب:

سوال: ایک خط جو میں نے امام صاحب کو لکھا تھا وہ خط اور اس کے ساتھ کچھ تفصیل میں نے آپ کو بھی لکھی تھی۔ اگر آپ یکطرفہ جواب نہیں دیتے تو آپ اگر کا لفظ درمیان میں لگا سکتے ہیں جس طرح آپ اکثر لگاتے رہتے ہیں، اس لیے آپ ضرور جواب دیں، تاکہ مجھے بھی پتہ چلے کہ میں نے کونسا اتنا بڑا جرم کیا ہے؟ جس کی مجھے اتنی اذیت کا سامنا کرنا پڑا؟ (ایک سائل ۔ ٹیکسلا)

جواب: محترمی آپ نے اپنے گزشتہ سوال کے ساتھ اپنے استاذ کے نام جو خط بھیجا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے ایک دینی مسئلہ کا تین جگہ سے جواب منگوایا، جس پر آپ کے استاذ نے یہ کہہ دیا کہ یہ شیطانی ذہن کا آدمی ہے، یہ بات آپ تک پہنچی تو آپ نے سخت لہجے میں استاذ کو خط لکھا جس پر وہ مزید ناراض ہوئے اور آپ کے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے۔

اس وضاحت کی روشنی میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ کی تین جگہ سے ایک ہی مسئلے کا جواب لینے کی حرکت اصولی طور پر غلط تھی، کیونکہ ایک جگہ سے جواب ملنے کے بعد دوسری تیسری جگہ سے جواب عموماً اس لیے لیا جاتا ہے کہ سائل کو پہلا جواب لکھنے والے اہلِ علم وفتویٰ پر اعتماد نہیں ہوتا اور یا اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ سائل اپنے مقصد کا جواب لینا چاہ رہا ہوتا ہے۔ بالخصوص اگر یہ سوال وجواب کسی اختلافی مسئلہ یا امام مسجد کی اہلیت اور نااہلی سے متعلق ہوں تو اس کا مقصد عموماً فتنہ انگیزی اور شیطانی کے علاوہ کچھ نہیں

ہوتا، لہٰذا آپ کی اس حرکت پر مطلع ہوکر اگر آپ کے استاذ نے آپ کے بارے میں یہ بات کہہ دی تھی کہ یہ شیطانی ذہن کا آدمی ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہ تھی، جب آپ کی یہ حرکت اُصولاً غلط تھی تو ایک عالم دین اور پھر آپ کا استاذ ہونے کے ناطے کیا ان کا یہ حق نہیں بنتا تھا کہ آپ کی غلطی واضح کرنے کے لیے اتنی سی بات کہہ دیں؟ اس پر آپ کا آپے سے باہر ہوکر استاذ کو یہ لکھنا کہ آپ کو تحقیق کرنی چاہیے تھی تاکہ آپ قرآن کی فلاں فلاں آیت کے مصداق نہ بنتے وغیرہ انتہائی نامناسب اور بے ادبی کا رویہ تھا، ہماری شریعت میں استاذ کا اتنا بلند رتبہ اور مقام ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''جس نے مجھے ایک لفظ بھی سکھایا میں اس کا غلام بن گیا، اگر چاہے تو مجھے غلام رکھے اور اگر چاہے تو آزاد کردے۔''

بہرحال ان کے عالم اور آپ کا استاذ ہونے کا تقاضا تھا کہ آپ ان سے ادب واحترام سے پیش آتے اور عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنا عذر پیش کرتے، حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''تواصی بالحق کے فوائد'' میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ ادب اور احترام کا خیال رکھ کر مناسب الفاظ میں لکھ کر دینا چاہیے۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ اس کے بعد انہوں نے آپ کے ساتھ جو نازیبا رویہ اختیار کیا وہ ان کے شایانِ شان نہ تھا، مگر اس کا سبب بھی آپ ہی بنے، آپ درست رویہ سے پیش آتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ یہ سختی نہ برتتے۔ بہرحال اب بھی آپ ہی کا فرض ہے کہ اپنے استاذ کو راضی کرنے کی کوشش کریں اور ان کا بھی اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اگر آپ عذر معذرت اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کریں تو وہ بھی آپ کو معاف کردیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس کے سامنے اس کا مسلمان بھائی اپنا عذر پیش کرے اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے تو اس کو لوگوں سے ظالمانہ ٹیکس لینے والے کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا۔

عن جابر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من اعتذر إلی اخیہ فلم یعذرہ أولم یقبل عذرہ کان علیہ مثل خطیئۃ صاحب مکس. (مشکوٰۃ : ۲/۴۲۹)

قرآن پاک بھلا دینے پر وعید:

سوال: حافظ قرآن اگر قرآن بھول جائے تو اس کی قرآن وحدیث میں کیا سزا ہے؟

(ایک سائل ۔ ٹیکسلا)

جواب: پورا قرآن یا قرآن کا کوئی جزء یاد کر کے پھر اپنی غفلت سے بھلا دینے پر حدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایسا شخص جذام یعنی کوڑ کی بیماری میں مبتلا ہو کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا اور ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے اس شخص سے زیادہ بڑا گناہ گار کسی کو نہیں دیکھا جس کو قرآن پاک کی ایک آیت دی گئی اور پھر اس نے اس کو بھلا دیا۔اگر چہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ سخت وعیدیں اس شخص کے لیے ہیں جو قرآن یاد کرنے کے بعد اس طرح بھلا دے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔مگر حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعیدیں اس شخص کے لیے ہیں جو زبانی نہ پڑھ سکے۔ ویسے بھی قرآن یاد کرنے کے بعد ایسا بھول جانا کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے، بہت بعید ہے۔

البتہ کسی کی عمر زیادہ ہوگئی ہو یا ذہنی لحاظ سے کمزور ہو اور پورا قرآن یا جتنا حصہ یاد کیا تھا وہ دوبارہ یاد کرنا کوشش کے باوجود ممکن نہ ہو تو اسے بہت پریشان بھی نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ پہلا مطلب بھی معتبر علماء نے بیان فرمایا ہے، ناظرہ پڑھتے رہنے کا اہتمام بہرحال لازم ہے۔

فی المرقاۃ شرح المشکوۃ: عن سعید بن عبادۃ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”ما من امرئ یقرأ القران ثمّ ینساھا“ أی بالنظر عندنا وبالغیب عند الشافعی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ: ”الّالقی اللّٰہ یوم القیٰمۃ أجذم“ اھـ. (٤/٧٠٠)

وفیھا أیضًا: وھو مأخوذ من الحدیث المشھور ”عرضت علیّ ذنوب امّتی فلم أر أعظم ذنبًا من رجلٍ أو تی آیۃ فنسیھا“ ثمّ النسیان عند علمائنا محمول علی حالٍ لم یقدر علیہ

بالنظر سواء كان حافظًا أم لا انتهى. (٤/٦٩٠)

مقدس ناموں پر مشتمل اخبار کوڑے کے ڈھیر میں پڑے نظر آئیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: اکثر نالیوں یا کوڑے کے ڈھیر میں کوئی نہ کوئی اخبار پڑا نظر آجاتا ہے حالانکہ اخبار میں مقدس نام یقیناً ہوتے ہیں، اب ان اخباروں کو اٹھانا بھی مشکل ہوتا ہے اور نہ اٹھاؤ تو دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہ تو اللہ ورسول کے نام سے آنکھیں پھیرنا ہوا جس سے دل بہت پریشان ہوتا ہے، آپ بتائیں اس کا کیا حکم ہے؟ (ایک سائل ۔ ٹیکسلا)

جواب: راستے وغیرہ میں اگر اس طرح کا کوئی اخبار وغیرہ پڑا نظر آجائے تو اس کو اٹھا لینے میں ثواب ہے، جہاں تک سہولت کے ساتھ ممکن ہو اس کا اہتمام کرنا چاہیے مگر جہاں اختیار میں نہ ہو اور اٹھانے میں مشقت ہو وہاں اٹھانا ضروری نہیں مگر ایسی جگہوں میں ایسے کاغذ پھینکنے سے خود بھی بچنا واجب ہے اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی حسبِ موقع تاکید ضرور کرنی چاہیے۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]